جامعۃ الازہر کا ایک تاریخی فتویٰ
اہلسنت والجماعت
نجدی وہابی
ترجمہ وترتیب

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيکَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

فتوى الأزهر الشريف بخصوص تحريم هدم الأضرحة

ترجمہ : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی.....

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری - مدظلہ النورانی -

تحریک : حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی گھوسوی - دام فیضہٗ -

نظر ثانی : علامہ مولانا سید محمد رضوان رفاعی ثقافی - حفظہُ اللّٰہ ورعاہ -

کتابت : قادری کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سینٹر، چریاکوٹ، مئو

صفحات : چوبیس (۲۴)

اِشاعت : ۲۰۱۲ء - ۱۴۳۳ھ

تقسیم کار : اِدارہ فروغِ اسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی.

شائع کردہ : جامعہ اہلسنّت صادق العلوم، شاہی مسجد، ناسک، مہاراشٹر، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

بے لاگ

نحمده و نصلي و نسلم علىٰ رسوله الكريم و علىٰ آلهٖ و صحبهٖ أجمعين

یہ ایک تاریخی اور زمینی حقیقت ہے کہ دنیا میں مزارات کی توہین کا عمل سب سے پہلے یہود و نصاریٰ نے شروع کیا تھا۔ سلطان نور الدین زنگی نے نصرانیوں کے ایک ایسے ہی ناپاک ترین منصوبے کو ناکام بناتے ہوئے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت پر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا بھر پور اہتمام کیا۔

سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد آلِ سعود نے جنت البقیع اور جنت المعلی میں اِس عمل کو دہرا کر انھیں یہود و نصاریٰ کی پیروی کی۔ پھر یہودیوں نے مقدس مقامات کی توہین کرتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں مسجدِ اقصیٰ کی بے حرمتی کی اور اس کے قرب و جوار میں واقع اُس مقدس ترین قبرستان کو بلڈوز کیا جہاں سینکڑوں اَنبیا و رسل کے مقدس و مطہر مزارات موجود تھے۔

قبلہ اوّل کی بے حرمتی اور انبیا و رسل کے مقدس و مطہر مزارات کو مسمار کرنے کے اقدام سے دنیا بھر کے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سلسلہ حسن بن صباح کے حشاشین سے شروع ہوا، جسے دورِ جدید میں وہابی حشاشین صلیبی و صیہونی ایجنڈے کے تحت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جو جید علما، صوفیہ، فقہا، مجتہدین اور مجاہدین کے قتل و اِغوا کی وارداتوں میں پیش پیش اور مزاراتِ اولیا و بزرگانِ دین پر حملے میں ملوث ہیں۔

ہمارے یہاں بھی یہی قوتیں مزارات پر خودکش حملوں کو جواز بنا کر اپنی مسلکی اور سیاسی دکان داری چمکا رہی ہیں۔ یہی حال آج کل لیبیا میں ہے جہاں کرنل معمر قذافی کی شہادت اور اِقتدار کے خاتمے کے بعد یہی وہابی حشاشین متحرک اور مزاراتِ بزرگانِ دین کے خلاف سرگرمِ عمل ہیں اور انھوں نے وہاں مزارات کو ہدف بنایا، اور بم دھماکوں کے ذریعہ اُنھیں شہید کیا۔ ذیل میں لیبیا کی وزارتِ اوقاف کی طرف سے جاری کردہ کچھ تفصیلات درج ہیں :

السید عبدالواحد کے گنبد کو' الجبل الأخضر، غربي مدينة سة' میں اُڑایا (شہید کیا) گیا۔ السید عبدالولی مجوبی کو 'الـجبل الاخضر منطقة الوسيطة' میں اُڑایا (شہید کیا) گیا۔ السید یوسف کے گنبد کو 'الـجبل الاخضر منطقة الحمامة' میں اُڑایا (شہید کیا) گیا۔ السید سعد الفاخری کے گنبد کو 'شـرق ليبيا منطقة جروس' میں اُڑایا (شہید کیا) گیا۔ السید عبداللہ کے گنبد کو 'الجبل الأخضر منطقة زاوية العرقوب' میں اُڑایا (شہید کیا) گیا۔ 'مـديـنة زليتـن' کے اندر مزارات پر بمباری کی گئی اور عبدالسلام السمر، حماد ابوکاغذ اور السید حمد ابورقیۃ کے گنبد کو نشانہ بنایا گیا۔ السید محمد الضفیر کی قبر کو کھود کر اُن کی لاش کو نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا، اور ایک صحابی کے مزارِ مبارک کو کھودا گیا۔ مـصـراتة کے شہر میں بھی مزارات پر بم باری کی گئی۔ السید المسطاری کی قبر کھود کر اُن کی لاش کو 'مدينة درنة' سے باہر لے جایا گیا۔ السیدہ فاطمہ زہرۃ العساویہ پر حملہ، اور بن غازی میں صوفیانہ شہر 'الدسوقية' کو جلانے کی جی توڑ کوششیں کی گئیں۔

ایسی سنگین صورت حال کو دیکھ کر ظاہر ہے دلِ دردمند رکھنے والا کوئی صحیح العقیدہ مسلمان بے چین و مضطرب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا! ۔اس فعل قبیح کی ہر سطح پر جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ جامعہ الازہر کے اَربابِ فقہ واِفتا نے ایسی کرب آثار اور اَفسوس ناک صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور وقت کے ایک سلگتے ہوئے مسئلے پر اِسلامی نقطہ نگاہ کو دوٹوک بیان کر کے اور اپنا بے لاگ تبصرہ و عندیہ پیش کر کے مذہب و مسلک سے اپنی پوری پوری وفاداری کا بھرپور ثبوت فراہم کیا ہے۔ اِس فتویٰ کا اُردو ترجمہ ہند و پاک کے بہت سے معروف رسائل و جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔ قارئین کے اِصرار پر اور اِفادۂ عام کی غرض سے اب اسے مرحلہ طباعت سے گزارا جا رہا ہے۔ اُمید ہے یہ کاوش بہ نگاہِ تحسین دیکھی جائے گی۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

۱۲؍صفر ۱۴۳۳ھ۔ ۶؍جنوری ۲۰۱۲ء

امانۃ الفتوٰی

محمد وسام خضر، محمد شلبی، عبد اللّٰہ عجمی حسن
علی عمر فاروق ، محمد عاشور . جــامع الأزهــر، مصر

اِستفتاء: اس وقت لیبیا کے اندر کچھ لوگ ایک نئی فکر لے کر خودرو پودے کی مانند اُگ آئے ہیں، خود کو سلف صالحین سے وابستہ بتاتے ہیں؛ مگر یہ نرا ظلم ہے، اور اس کی حقیقت بہتان وفریب کے سوا کچھ نہیں۔ علماے اَعلام، اولیاے کاملین، اور شہدا وصالحین کے مزارات کے قبوں کو مسمار کرنا، قبروں کی کھدائی، اور اُن کے (پختہ وبلند) مقبروں کے نشانات اپنے ہاتھوں، کلہاڑوں اور جدید آلات کے ذریعہ اُکھاڑ پھینکنا اُن کے اَہداف واَغراض میں سرفہرست ہے۔ اور یہ سارا سیاہ کام بلا کسی اِطلاع وہ رات کی تاریکیوں میں کرگزرتے ہیں۔

اِس منحوس عمل کو اُس فکر جدید کے حاملین کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پورے شہر میں بس وہی لوگ نہ صرف ایسے فکر واِعتقاد کے حامل ہیں بلکہ لوگوں کے اندر بھی اس کی ترویج واِشاعت میں وہ سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اُن کے اپنے خودساختہ عقیدے کے مطابق اَولیا وصالحین کی قبروں پر قبے اور عمارات تعمیر کرنا کفر وگمرہی ہے۔ یوں ہی اُن پر مساجد بنانا اور ایسی مسجدوں میں نماز اَدا کرنا بھی اُن کے نزدیک حرام کے زمرے میں آتا ہے؛ حالاں کہ انھیں یہ پتا ہوتا ہے کہ اِن قبروں میں بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منسوب ہیں، کچھ کبارِ علما ومشائخ کی ہیں جن کی پوری زندگی دعوت اِلی اللہ سے عبارت رہی۔ کچھ اِعلاے کلمۃ اللہ کی خاطر بعض اِسلام مخالف جنگوں میں اپنی جانوں کا نذرانہ لٹا دینے والے مجاہدوں کی ہیں؛ مستزاد یہ کہ جن قبروں کو وہ مسمار کیے دیتے ہیں، وہ محکمہ آثارِ قدیمہ کے زیر حمایت ہیں، اور اُن میں سے بیشتر پانچ سو سال قدیم ہیں۔ ان

میں زیادہ تر مزارات اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہیں، جن کے ثبوت آج بھی تصویر کی شکل میں انٹرنیٹ پر دیکھے اور دکھائے جاسکتے ہیں۔

اس تعلق سے علما و مشائخ کا تحقیقی فتویٰ درکار ہے؛ کیوں کہ وہ عوام میں یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ (اِن مزارات کے اِنہدام کی شکل میں ہم دین کی حقیقی خدمت) اور شرک وگمرہی کے اَڈوں کا خاتمہ کررہے ہیں'۔

مرسلہ: محمد سالم عجیل۔ بتاریخ: ۲۰۱۱/۱۰/۲۳ء۔

مقید برقم: ۵۱۴۔ سال: ۲۰۱۱ء۔

الجواب: اِسلام نے مُردوں کی حرمت کا بھی پاس ولحاظ رکھا ہے، اور اُن کی توہین وتذلیل کسی بھی طریقے سے حرام قرار دی ہے؛ لہٰذا اُن کی قبروں کی کھدائی کا یہ عمل کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟۔ایک مسلمان مرنے کے بعد بھی وہی عزت وتکریم رکھتا ہے جو جیتے جی اُسے حاصل تھی۔ اور اگر صاحب قبر' اہل اللہ اور صلحاے اُمت سے ہوں تو پھر اُن کے مزارات کے ساتھ یہ زیادتی نہ صرف اَشد حرام ہوگی بلکہ نا قابل برداشت جرمِ عظیم بھی؛ کیوں کہ یہ وہ مقدس مقامات ہوتے ہیں جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جس نے انھیں میلی نگاہ سے دیکھا، یا انھیں کسی بھی طرح تکلیف واَذیت دینے کا سوچا تو گویا وہ مالک الملک کے خلاف کھلم کھلا اعلانِ جنگ کررہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث قدسی ہے: 'جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی مول لی، تو میری طرف سے اُسے کھلی دعوتِ جنگ ہے'۔ (صحیح بخاری)

غور طلب اَمر یہ ہے کہ قبر کی جگہ یا تو خود مرنے والے کی اپنی ملک ہوتی ہے، یا کوئی وہ جگہ اُس کے لیے وقف کردیتا ہے، اور وقف' حکم شرع ہی کی مانند ہے؛ لہٰذا اِس اعتبار سے بھی اُس قبر کی کھدائی یا اُس پر تعمیر شدہ قبوں اور عمارات کی مسماری یا اس جگہ کو جس بھی

مد میں استعمال کیا جار ہا ہو (اس کا اِنہدام و اِستحصال کسی طور) جائز نہیں ہوگا۔

بعض لوگ جو یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اُن مسجدوں میں نماز باطل ہے جن میں اولیا وصالحین کی قبریں موجود ہوں تو یہ ایک فتنہ ہے اور اس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ایسی مسجدوں میں نماز شرعاً نہ صرف جائز و درست ہے؛ بلکہ درجۂ اِستحباب میں ہے۔ اس پر کتاب وسنت کے صریح وصحیح دلائل موجود ہیں، سلف صالحین کا اسی پر عمل رہا ہے اور اُن کی اِقتدا میں اَخلاف اِسی پر کار بند ہیں۔ اَب اُس کے حرام و باطل ہونے کی بات کرنا کسی نئے فتنے کو ہوا دینے کے مترادف ہے، اہل اسلام اس کی طرف مطلق توجہ نہ دیں اور نہ اس پر کبھی عمل کریں۔

کتاب اللہ: قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے :

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَاناً رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِداً ۝ (سورۂ کہف:۲۱/۱۸)

(جب اصحابِ کہف وفات پاگئے) تو انہوں نے کہا کہ ان (کے غار) پر ایک عمارت (بطورِ یادگار) بنا دو، ان کا رب ان (کے حال) سے خوب واقف ہے، ان (ایمان والوں) نے کہا جنہیں ان کے معاملہ پر غلبہ حاصل تھا کہ ہم ان (کے دروازہ) پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے (تا کہ مسلمان اس میں نماز پڑھیں اور ان کی قربت سے خصوصی برکت حاصل کریں)۔

اِس آیت کریمہ کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ پہلا قول مشرکین کا ہے، اور دوسرا قول اہل توحید کا۔ خاص بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بغیر کسی اِنکار کے دونوں قول کو اپنی آخری کتاب کا حصہ بنا دیا ہے، تو اس سے شریعت میں دونوں کے نفاذ کا اِشارہ ملتا ہے۔ بلکہ موحدین کے قول کا جب قولِ مشرکین سے موازنہ کیا جائے تو اہل توحید کی بات مدح کا فائدہ دے رہی ہے؛ کیوں کہ مشرکین کی بات تشکیک آمیز تھی، جب کہ اہل توحید کی قطعی اور حتمی۔ اور ان کی مراد کوئی عام یادگار عمارت نہیں بلکہ مسجد تھی۔

امام رازی اپنی تفسیر میں 'لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِداً ' کے تحت فرماتے ہیں: 'تا کہ ہم اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت و بندگی اِختیار کریں، اور اس مسجد کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی برکت سے اصحابِ کہف کے آثار (رہتی دنیا تک) باقی رہیں گے'۔

علامہ شہاب خفاجی اپنے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں: 'اس آیت کریمہ نے صالحین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کی واضح دلیل فراہم کردی'۔

سنت رسول اللہ: سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اس کا ثبوت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے امام عبدالرزاق نے معمر سے، ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں، اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں نقل کیا ہے- یاد رہے کہ امامانِ مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کی شہادت کے مطابق یہ مغازی کی سب سے مستند کتاب ہے- ان تینوں نے یہ روایت امام زہری سے لی ہے، انھوں نے عروہ بن زبیر سے، وہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہم سے کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی تدفین ابوجندل بن سہیل بن عمرو کے ہاتھوں عمل میں آئی، اور انھوں نے تین سو صحابہ کرام کی موجودگی میں ساحل سمندر سے لگے اُن کی قبر پر ایک مسجد کی تعمیر بھی کردی'۔ یہ صحیح الاسناد روایت ہے، اس کے سارے امام ثقہ ہیں۔ اَب ظاہر ہے ایسا عظیم الشان کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخفی تو نہ رکھا گیا ہوگا؛ مگر ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس قبر کو مسجد سے نکالنے یا اس کی کھدائی کا حکم جاری فرمایا ہو۔

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ 'مسجد خیف کے اندر (۷۰) ستر نبیوں کی قبریں ہیں'۔ اس کی تخریج امام بزار، اور طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں کی۔ حافظ ابن حجر 'مختصر زوائد البزار' میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

آثار و اَخبار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا اِسماعیل علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا خانۂ کعبہ کے حطیم میں مدفون ہیں۔ مستند مورخین نے اس

کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے، اور علماے سیرت مثلاً ابن اسحٰق نے اپنی سیرت، ابن طبری نے اپنی تاریخ، سہیلی نے روض الانف، ابن جوزی نے منتظم، ابن اثیر نے کامل، ذہبی نے تاریخ الاسلام، اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے مورخین نے اپنی اپنی کتب میں یہ روایت درج کی ہے؛ لیکن غور طلب اَمر یہ ہے کہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن قبروں کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔ انھیں ان کی جگہوں سے ہٹانے، یا کھدائی کر کے مسجد خیف یا مسجد حرام سے باہر نکلوانے کا کوئی عمل (اپنی حیاتِ طیبہ میں) نہیں فرمایا!۔

عمل صحابہ : صحابہ کرام کے عمل سے اس کا ثبوت وہ صحیح روایت ہے جسے امام مالک نے اپنی 'موطا' میں نقل کیا ہے کہ جس وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو جاے تدفین کے تعلق سے صحابۂ کرام کے درمیان اِختلاف ہوا۔ بعض نے کہا: منبر نبوی کے پاس، بعض نے کہا: بقیع میں؛ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا ہے :

مَا دُفِنَ نَبِیٌّ قَطُّ اِلاَّ فِي مَكَانِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ . (۱)

یعنی ہر نبی کی تدفین ٹھیک اُسی جگہ عمل میں آئی جہاں اُس نے وفات پائی۔

چنانچہ (حجرۂ عائشہ میں جہاں آپ نے چشم مبارک بند کی تھی) قبر کھودی گئی۔ اور یہ بات طے ہے کہ منبرٌ مسجد کا حصہ ہوتا ہے؛ لیکن اُس وقت کسی صحابی نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ ہاں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے صرف اِس بنیاد پر اتفاق نہیں کیا کہ ان کے پاس ایک دوسرا حکمِ نبی موجود تھا کہ آپ کی تدفین وہیں عمل میں آئے جہاں روحِ مبارک پرواز کرے۔ اس طرح حجرۂ عائشہ میں آپ کو دفن کر دیا گیا جو مسجد سے بالکل

(۱) موطا امام مالک: ۲ حدیث: ۷۹۱...... جامع الاصول من احادیث الرسول: ۱۱ حدیث: ۸۴۲۔

ملا ہوا ہے اور جہاں مسلمان نمازیں اَدا کیا کرتے ہیں۔ اور بالکل یہی صورت ہمارے زمانے میں بھی ہے کہ جہاں اولیا وصالحین کے حجرے تھے ان سے متصل مسجد بنادی گئی۔

اس موقع پر بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ 'مسجد کے اندر ہونا صرف قبر نبی کی خصوصیت ہے' ؛ مگر یہ درست نہیں، اور اس کی حیثیت دعویٰ بلا دلیل سے زیادہ نہیں؛ کیوں کہ اس حجرۂ عائشہ میں نہ صرف تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں بلکہ ساتھ ہی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی مدفون ہیں جس میں وہ رہتی تھیں، اور اپنی پنج وقتہ ونفلی نمازیں پڑھتی تھیں؛ تو گویا مسجد کے اندر قبر کے جائز ہونے پر صحابہ کرام کا اِجماع ہوگیا۔

اِجماعی اور عملی طور پر اُمتِ محمدیہ اِسی پر کاربند ہے، اور علماے اُمت اس پر متفق ہیں کہ سلفاً وخلفاً اہل اِسلام کا مسجد نبوی، اور اُن مساجد میں-جن میں قبریں موجود ہیں- نماز پڑھنا بلا اِنکار جائز ہے۔ اور یہ کوئی آج کے علما کا عمل نہیں بلکہ مدینہ منورہ کے اُن سات فقہا کے زمانے سے چلا آرہا ہے جنھوں نے ۸۸ھ میں متفقہ طور پر حجرۂ رسول کو مسجد نبوی میں شامل کرلیا تھا۔ یہ کام حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے مدینہ کی گورنری کے عہد میں ولید بن عبدالملک کے حکم پر عمل میں آیا۔ اس دور کے علما وفقہا میں سے کسی نے اس پر کوئی اختلاف نہیں کیا، سوائے سعید بن مسیّب کے۔ اور اِن کا اعتراض بھی اس لیے نہیں تھا کہ وہ ایسی مساجد میں نماز کو حرام سمجھتے تھے جن میں قبریں ہوں؛ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حجراتِ نبوی کو اُن کی اپنی اصل حالت پر باقی دیکھنا چاہتے تھے؛ تاکہ اہل اِسلام کو اُن سے عبرت پذیری حاصل ہو، اور وہ اسے دیکھ کر اپنے اندر زہد، اور دنیا بیزاری پیدا کریں، اور انھیں کچھ اندازہ ہوسکیں کہ شاہِ دوعالم تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے مبارک دن کس طرح اور کہاں گزارے ہیں!۔

رہی بات صحیحین میں مروی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُس حدیث کی کہ تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے :

لَعَنَ اللّٰهُ اليَهُودَ وَالنَّصارىٰ اتَّخَذُوا قُبُوْرَ أنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ .(۱)

یعنی یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے۔

تو یاد رہے کہ مساجد' مسجد کی جمع ہے، اور اس کے اندر مصدرِ میمی ہے، جس میں زمان ومکان اور حدث پر دلالت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تو یہاں قبروں کو مساجد بنانے کا معنی یہ ہے کہ بر وجہِ تعظیم اُن قبروں کے سجدے کیے جائیں اور ان کی عبادت شروع ہو جائے، جس طرح کہ مشرکین کا بتوں کے ساتھ معاملہ ہے۔ اس کی تائید 'طبقاتِ ابن سعد' میں موجود ایک دوسری صحیح روایت سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا :

اللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَناً، لَعَنَ اللّٰهُ قَومًا اتَّخَذُوْا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ .(۲)

یعنی اے اللہ! میری قبر کو بت پرستی کی نحوست سے پاک رکھنا۔ خدا کی ان لوگوں پر لعنت پڑے جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

تو اس حدیث میں یہ ٹکڑا 'لعن اللّٰه قوما ' دراصل 'جعل القبر وثنا ' کا بیان واقع ہوا ہے۔ اور حدیث کا مفاد یہ ہے کہ اے اللہ! میری قبر کو بت نہ ہونے دینا کہ جس کے سجدے کیے جائیں اور جس کی عبادت کی جائے، جس طرح کہ کچھ لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدے کیے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری:۱/۴۶۸حدیث: ۱۳۲۴...... صحیح مسلم:۱/۳۷۶ حدیث: ۵۲۹...... سنن ابو داؤد:۹/۴۵۱ حدیث:۳۲۲۹......سنن نسائی:۳/۱۲۹حدیث:۷۱۱......صحیح ابن حبان:۶/۹۶حدیث:۲۳۲۷۔

(۲) مصنف عبد الرزاق:۱/۴۰۶ حدیث: ۱۵۸۷......مسند احمد بن حنبل:۲/۲۴۶ حدیث:۷۳۵۲......مسند حمیدی:۲/۴۴۵حدیث:۱۰۲۵......مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۱۵۰حدیث:۷۵۴۴......معرفۃ السنن والآثار بیہقی:۶/۳۳۸حدیث:۲۳۷۱......کنز العمال:۲/۲۱۰حدیث:۳۸۹۲۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں: جب یہود و نصاریٰ اپنے انبیا کی تعظیم و تکریم میں اس حد تک بڑھ گئے کہ ان کی قبروں کو سجدے کرنے لگے، اور انھیں اپنا قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف توجہ کرنے لگے، اور انھیں بالکل بت ہی بنالیا، تو ان پر اللہ کی پھٹکار نازل ہوئی، اور اہل اسلام کو ایسے عمل سے سختی سے منع کر دیا گیا؛ لیکن کسی نیک ہستی کے پڑوس میں مسجد بنانا، یا اُن کے مقبرے میں نماز اَدا کرنا اس مقصد سے کہ اُن کے روحانی فیوض و برکات حاصل ہوں -نہ کہ بر وجہِ تعظیم و توجہ- تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مدفن مسجد حرام میں ٹھیک حطیم کے اندر ہے، پھر وہ مسجد دنیا کی افضل ترین جگہ ہے، حتیٰ کہ ہر مصلّی حالت نماز میں اسی کی طرف اپنے رخ کو متوجہ رکھتا ہے۔ ہاں! ایسے قبرستان میں نماز پڑھنا ضرور منع ہے جہاں قبریں کھلی ہوئی ہوں کہ اس میں نجاست ہوتی ہے۔

(لہٰذا ایسے صریح اور روشن دلائل و شواہد سے صرفِ نظر کرکے) کسی مزار کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹانا، یا مسجد کے اندر سے کھدائی کرکے اسے باہر کر دینا، خصوصاً ایسی قبروں کو جو اَولیا و صالحین اور شہدا و علما کی طرف منسوب ہیں، یا اس کے نشانات کو محو کرنا اور اوپر کے حصے کو منہدم کرکے اسے زمین کے برابر کر دینا- یہ سارے اعمال خواہ کسی بھی صورت کے تحت ہوں- شرعاً حرام ہیں، اور گناہِ کبیرہ میں شامل ہیں؛ کیوں کہ اس میں عام مردوں کی بے حرمتی، اور اہل اللہ و صالحین کے حق میں بے اَدبی ہے۔ اور انھیں کی شانِ اعلیٰ نشان میں کہا گیا تھا کہ جس نے اُن کو تکلیف و اَذیت دی وہ خود کو اللہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار رکھے۔ اور اُن کے تعلق سے ہمیں تو بس اِتنا ہی حکم ہے کہ خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہر حال میں اُن کی تعظیم و توقیر اور عزت و تکریم کی جائے۔

لہٰذا ہم دنیا جہان کے مسلمانوں سے عموماً اور ممالک اِسلامیہ کے علما و فضلا، اَئمہ و مشائخ، اور ذمہ دارانِ اَوقاف وغیرہ سے خصوصاً یہ دینی درخواست اور ضروری اپیل

کرتے ہیں کہ وہ ایسی شیطانی کوششوں اور بے سروپا سرگرمیوں کو ناکام بنانے اور جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے میں پورے شدومد کے ساتھ اپنا مذہبی کردار اور فرضِ منصبی اَدا کریں۔

یہ لوگ شرق وغرب کے کونے کونے میں جا کر اُن اولیا وصالحین کی قبروں کو مسمار کردینا چاہتے ہیں جسے خوش عقیدہ مسلمانوں نے اپنے اَدوار میں تعمیر کیا، اور جس کا آغاز خود ان کے مقدس نبی علیہ السلام کے روضۂ اقدس سے ہوتا ہے۔ اور جسے صحابۂ کرام نے بھی اپنے دور میں برتا ہے: جیسے جدہ کے ساحل پر مقبرۂ ابوبصیر رضی اللہ عنہ...... سرزمین مصر پر اہل بیت عظام مثلاً امام حسین، سیدہ زینب، اور سیدہ نفیسہ کے مقبرے، نیز برگزیدہ اَئمہ مذاہب مثلاً امام شافعی، اور لیث بن سعد کی قبریں...... بغداد میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، نیز اولیا وصالحین مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی کے مزارات...... یوں ہی مصر میں ابوالحسن شاذلی، لیبیا میں عبد السلام اسمر کے مقابر...... اساطین اُمت اور محدثین کرام میں بخاریٰ کے اندر امام بخاری، مصر میں ابن ہشام انصاری، امام عینی، قسطلانی، اور سیدی احمد دردیر وغیرہ، ایسے اکابر واَسلاف کے اسماے گرامی کی ایک لمبی فہرست ہے۔ (اُن لوگوں کے بقول) یہ سب شرک کے اَڈے اور مشرکین کے اعمال ہیں۔ اور جس وقت مسلمان یہ عمل بجالاتے ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی نحوست میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ اُن کے نزدیک انبیا وصالحین سے توسل، ان کے مزارات ومکانات کی تعظیم وتوقیر بت پرستی اور شرک وبدعت کے زمرے میں آتی ہے؛ حالاں کہ اُمت مسلمہ نسلاً بعد نسل صدیوں سے ان پر عمل پیرا چلی آرہی ہے۔

یہ لوگ مسلمانوں کو کافر وفاسق اور بدعتی بنانے میں اہل خوارج سے کسی طور کم نہیں بلکہ دو قدم آگے بڑھ کر اُمت اِسلامیہ کی تہذیب وثقافت اور اس کے مجد وشرف کا جنازہ اُٹھانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی دیرینہ تمنا ہے کہ وہ مسلمانوں کے علمی، ثقافتی، اور تاریخی آثار وباقیات کو نوچ نوچ کر نابود کر ڈالیں؛ تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے اِحساس کی

چنگاری بھی بجھ جائے، اور ان کے لوحِ ذہن پر یہ نقش ہوجائے کہ ان کے اَسلاف گمراہ وگمراہ گر، فاسق و فاجر، بت پرست، غیر اللہ کی پرستش کرنے والے، اور غیر شعوری طور پر شرک سے آلودہ تھے۔ (گویا ع: اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے)

ان لوگوں کو یہ سب کچھ کرگزرنے کی جسارت وجرأت صرف اپنی بیمار سوچ، اور علمی ناپختگی کے باعث ہوئی؛ کیوں کہ درحقیقت وہ آیات واحادیث جو غیر اللہ کی پرستش کرنے والے مشرکین کی بابت نازل ہوئی تھیں ان لوگوں نے اسے اُن اہل توحید مسلمانوں پر چسپاں کرنا شروع کردیا جن کے دل اللہ ورسول کی محبت سے آباد اور اولیا وصالحین کی عقیدت سے پرنور ہیں، اور جو (بحکم شرع) زندہ ومردہ بہرصورت اُن اہل اللہ کی تعظیم وتکریم بجالاتے ہیں۔

یقیناً یہ سب خوارج کی بولیاں ہیں۔ نام بدلا ہوا ہے مگر کام ہو بہو وہی ہے کہ وہ لوگ بھی مشرکین کے بارے میں نزول شدہ آیات کو قصداً اہل اسلام پر فٹ کرکے (اپنی ابلیسی سوچ کی تسکین کا سامان کرتے تھے، اور اُمت میں افتراق وانتشار کو ہوا دیتے تھے)۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے خوارج کا وصف بیان کرتے ہوئے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے؛ یوں ہی امام طبری نے بھی 'تہذیب الآثار' میں اسے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اس لیے دنیا جہان کے مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس دین سوز دعوت وتبلیغ کے آگے ناقابل شکن دیوار بن کر کھڑے ہوجائیں، ان سرکشوں کی سرکشی پر بند باندھیں، اوران کی بغاوت کی آگ کو ٹھنڈی کریں؛ ورنہ ہمارے اولیا وصالحین کے مزارات، ساداتِ کرام کے مقابر، اساطین اُمت، اور علما وشہدائے ملت کے مقاماتِ مقدسہ بازیچہ اطفال بن کررہ جائیں گے، اور یہ فاسق ومنافق لوگ بے سروپا بہانے تراش کر شیطان کے اِشارۂ اَبرو پر وہ کچھ کرڈالیں گے جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا!۔

مصر کے بعض اولیا وصالحین کے مقاماتِ مقدسہ پر اس نو پید جماعت کی سورشیں بپا ہونے کے بعد 'مجمع البحوث الاسلامیہ' اپنی غیرتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری شدو مد کے ساتھ نہ صرف یہ فتویٰ جاری کرتی ہے بلکہ اُمت کے ذمہ داروں سے پر زور اپیل بھی کرتی ہے کہ وہ اس کھلے چیلنج کا مقابلہ کریں، انھیں سختی سے روکیں، اور یہ یقین رکھیں کہ اُن لوگوں کے یہ سارے تصرفات شرعاً حرام بھی ہیں اور عرفاً وقانوناً جرم بھی۔

جیسا کہ حال ہی میں مصر کے وزارتِ اوقاف سے یہ بیان شائع ہو چکا ہے کہ 'بد قسمتی سے ہمارے دور میں گھناؤنی ذہنیت رکھنے والا ایک ایسا گروہ نکل آیا ہے (جو دین کی تعبیر وتشریح من چاہی کرتا ہے) اُن کا مقصد لوگوں کو راہِ ہدایت سے ہٹانے کے سوا کچھ نہیں، انھیں علم کی ہوا تک نہیں لگی، وہ اہل اللہ پر بڑی جرأت وبے باکی دکھاتے ہیں، اور ان کے مزارات کو نذرِ آتش کرنے اور مسمار کردینے ہی کو عین توحید سمجھتے ہیں؛ مگر درحقیقت انھوں نے یہ روِش اپنا کر اللہ ورسول کے غضب کو مول لیا ہے، اور مسلمانانِ عالم کو عموماً اور اہل مصر کو خصوصاً دلی رنج واَذیت پہنچایا ہے؛ حالاں کہ ہر دور کے علماے اعلام کا اِجماع چلا آرہا ہے کہ صالحین کی قبروں کی بے حرمتی، اُن کی مسماری یا کسی بھی طور سے ان کی بے اَدبی شریعتِ اسلامیہ کی روح کے منافی ہے۔ جو بھی ایسا کرتا ہے سمجھیں وہ زمین میں فتنے فساد جگاتا ہے، اور قوم وملک کے اَمن وسکون کو غارت کرتا ہے'۔

لہٰذا ملک لیبیا وغیرہ، اور دیگر اِسلامی ملکوں کے اَربابِ حل وعقد اور بااَثر ورسوخ شخصیات کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اِس فتنے کا سد باب کریں، اور ایسے منحوس ہاتھوں کو اولیا وصالحین کے مزارات تک پہنچنے سے پہلے ہی مروڑ کے رکھ دیں؛ کیوں کہ اولیاے اُمت کے لیے اُن کے دل میں اِحترام وعقیدت کا کوئی شوشہ باقی نہیں رہا۔ -اللہ بس باقی ہوس-

-واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم- ۲۴/۱۰/۲۰۱۱ء

آئندہ صفحات میں اصل فتویٰ عربی زبان میں ملاحظہ فرمائیں :

جمهورية مصر العربية
وزارة العدل
دار الإفتاء المصرية
أمانة الفتوى

﴿فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ٤٣]

(الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا محمد رسول الله وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين)

اطلعنا على الطلب المقدم من/ محمد سالم العجيل بتاريخ: ٢٠١١/١٠/٢٣م

المقيد برقم ٥١٤ لسنة ٢٠١١م، والمتضمن:

يقوم بعض الناس في ليبيا ممن ينتمون إلى فكر النابتة -المتلصق بالسلف الصالح ظلمًا وزورًا وبهتانًا- بهدم قباب الأولياء والعلماء والصالحين والشهداء، ونبش قبورهم بالأيدي والفئوس والكريكات الكبيرة، كل هذه الأفعال يفعلونها في جنح الليل دون علم أحد، وقد نسبنا هذا الفعل لمعتنقي فكر النابتة لأنهم الوحيدون في البلد الذين ينشرون هذا الفكر بين الناس ويقولون إن بناء الأضرحة وقباب الصالحين والأولياء كفر وضلال، وحرموا بناء المساجد عليها والصلاة في تلك المساجد، وجعلوا ذلك بدعة وضلالًا. علمًا بأن بعض هذه القبور ينتسب للصحابة الكرام رضي الله عنهم، ولعلماء كبار في مجال الدعوة إلى الله، ولمرابطين على الثغور، ولشهداء استشهدوا في قتالهم للإيطاليين. بالإضافة إلى نبشهم لقبور بناؤها محميٌّ من قِبَل الآثار؛ لاسيما وأكثرها يزيد عمره عن الخمسمائة سنة، وأكثرها لآل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم، وكله موثق بالصور على صفحات الإنترنت.

نرجو فتواكم بالخصوص؛ لاسيما وهم يشيعون بين العوام أنهم يهدمون الكفر والضلال.

Web Site : http://www.[illegible].net
Email : fatawa@[illegible]

الجـــــــــــواب:

حرم الإسلام انتهاك حرمة الأموات؛ فلا يجوز التعرض لقبورهم بالنبش؛ لأن حرمة المسلم ميتًا كحرمته حيًّا، فإذا كان صاحب القبر من أولياء الله الصالحين فإن الاعتداء عليه بنبش قبره أو إزالته أشد حرمة وأعظم جُرْمًا؛ فإنهم موضع نظر الله تعالى، ومن نالهم بسوء أو أذى فقد تعرض لحرب الله عز وجل، كما جاء في الحديث القدسي: «مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ» رواه البخاري من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

ومن المقرر شرعا أن مكان القبر إما أن يكون مملوكا لصاحبه قبل موته، أو موقوفا عليه بعده، وشرط الواقف كنص الشارع؛ فلا يجوز أن ينبش هذا القبر أو يزال ما عليه من البناء أو يُتَّخذَ مكانُه لأي غرض آخر.

وأما ما يثار من أن الصلاة في المساجد التي بها أضرحة الأولياء والصالحين هي صلاة باطلة فقولٌ مبتدَع لا سَنَد له، بل الصلاة في هذه المساجد صحيحة ومشروعة، بل إنها تصل إلى درجة الاستحباب، وذلك بالأدلة الصحيحة الصريحة من الكتاب والسُّنَّة وفعل المسلمين سلفًا وخلفًا، والقول بتحريمها أو بطلانها قولٌ باطل لا يُلتَفَتُ إليه ولا يُعَوَّلُ عليه.

– فمن أدلة القرآن الكريم: قوله تعالى: ﴿فقالوا ابنُوا عليهم بُنيانًا رَبُّهم أعلَمُ بهم قال الذين غَلَبُوا على أمرِهم لَنَتَّخِذَنَّ عليهم مَسجِدًا﴾ [الكهف: ٢١].

وسياق الآية يدل على أن القول الأول هو قول المشركين، وأن القول الثاني هو قول الموحِّدين، وقد حكى الله تعالى القولين دون إنكار؛ فدل ذلك على إمضاء الشريعة لهما، بل إن سياق قول الموحدين يفيد المدح؛ بدليل المقابلة بينه وبين قول المشركين المحفوف بالتشكيك، بينما جاء قول الموحدين قاطعًا وأن مرادهم ليس مجرد البناء وإنما المطلوب إنما هو المسجد.

قال الإمام الرازي في تفسير قوله تعالى: ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عليهم مَسجِدًا﴾: [نعبد الله فيه، ونستبقي آثار أصحاب الكهف بسبب ذلك المسجد] اهـ.

Web Site : http://www.dar-alifta.org .net
Email : fatawa@dar-alifta.org

العنوان : حديقة الخالدين – الدراسة – القاهرة ص.ب : ١١٦٧٥
التليفون : ١١٠٧ / الفاكس : ٢٥٩٢٦١١٤٣ – ٢٠٢

٢

جمهورية مصر العربية
وزارة العدل
دار الإفتاء المصرية
أمانة الفتوى

﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ٤٣]

(الحمد لله وحده والصلاة والسلام على مولانا سيدنا محمد رسول الله وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين)

اطلعنا على الطلب المقدم من/ محمد سالم العجيل بتاريخ: ٢٠١١/١٠/٢٣م

المقيد برقم ٥١٤ لسنة ٢٠١١م، والمتضمن:

يقوم بعض الناس في ليبيا ممن ينتمون إلى فكر النابتة -الملتصق بالسلف الصالح ظلمًا وزورًا وبهتانًا- بهدم قباب الأولياء والعلماء والصالحين والشهداء، ونبش قبورهم بالأيدي والفئوس والكريكات الكبيرة، كل هذه الأفعال يفعلونها في جنح الليل دون علم أحد، وقد نسبنا هذا الفعل لمعتنقي فكر النابتة لأنهم الوحيدون في البلد اللذين ينشرون هذا الفكر بين الناس ويقولون إن بناء الأضرحة وقباب الصالحين والأولياء كفر وضلال، وحرموا بناء المساجد عليها والصلاة في تلك المساجد، وجعلوا ذلك بدعة وضلالًا. علمًا بأن بعض هذه القبور ينسب للصحابة الكرام رضي الله عنهم، ولعلماء كبار في مجال الدعوة إلى الله، ولمرابطين على الثغور، ولشهداء استشهدوا في قتالهم للإيطاليين. بالإضافة إلى نبشهم لقبور بناؤها محميٌّ من قبل الآثار؛ لاسيما وأكثرها تزيد عمره عن الخمسمائة سنة، وأكثرها لآل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم، وكله موثق بالصور على صفحات الإنترنت.

نرجو فتواكم بالخصوص؛ لاسيما وهم يشيعون بين العوام أنهم يهدمون الكفر والضلال.

Web Site : http://www.[illegible]
Email : fatawa@[illegible]

الذي تُوُفِّيَ فيه»، فحُفِرَ له فيه] اهـ، والمنبر من المسجد قطعًا، ولم ينكر أحد من الصحابة هذا الاقتراح، وإنما عدل عنه أبو بكر تطبيقًا لأمر النبي صلى الله عليه وآله وسلم أن يُدفن حيث قُبضت روحه الشريفة صلى الله عليه وآله وسلم؛ فدُفِن في حجرة السيدة عائشة رضي الله عنها المتصلة بالمسجد الذي يصلي فيه المسلمون، وهذا هو نفس وضع المساجد المتصلة بحجرات أضرحة الأولياء والصالحين في زماننا.

وأما دعوى الخصوصية في ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فهي غير صحيحة؛ لأنها دعوى لا دليل عليها، بل هي باطلة قطعًا بدفنِ سيدنا أبي بكر وسيدنا عمر رضي الله عنهما في هذه الحجرة التي كانت السيدة عائشة رضي الله عنها تعيش فيها وتصلِّي فيها صلواتها المفروضة والمندوبة؛ فكان ذلك إجماعًا من الصحابة رضي الله عنهم على جوازه.

- ومن إجماع الأمة الفعلي وإقرار علمائها لذلك: صلاة المسلمين سلفًا وخلفًا في مسجد سيدنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والمساجد التي بها أضرحة من غير نكير، وإقرار العلماء من لدن الفقهاء السبعة بالمدينة المنورة الذين وافقوا على إدخال الحجرة النبوية الشريفة إلى المسجد النبوي سنة ثمان وثمانين للهجرة؛ وذلك بأمر الوليد بن عبد الملك لعامله على المدينة حينئذٍ عمر بن عبد العزيز رحمه الله، ولم يعترض منهم إلا سعيد بن المُسَيّب، لا لأنه يرى حرمة الصلاة في المساجد التي بها قبور، بل لأنه كان يريد أن تبقى حجرات النبي صلى الله عليه وآله وسلم كما هي يطلع عليها المسلمون حتى يزهدوا في الدنيا ويعلموا كيف كان يعيش نبيهم صلى الله عليه وآله وسلم.

وأما حديث عائشة رضي الله عنها في الصحيحين أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ والنَّصارى اتَّخَذُوا قُبُورَ أنبِيائِهِم مَساجِدَ» فالمساجد: جمع مَسجِد، والمسجد في اللغة: مصدر ميمي يصلح للدلالة على الزمان والمكان والحدث، ومعنى اتخاذ القبور مساجد: السجود لها على وجه تعظيمها وعبادتها كما يسجد المشركون للأصنام والأوثان –كما فسّرته الرواية الصحيحة الأخرى للحديث عند ابن

Web Site : http://www.dar-alifta.org
Email : fatawa@dar-alifta.org
العنوان: حديقة الخالدين – الدراسة – القاهرة ص.ب: ١١٦٧٥
التليفون: ١٠٧/ فاكس: ٢٥٩٢٦١١٤٢ – ٢٠٢

سعد في "الطبقات الكبرى" عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا بلفظ: «اللهم لا تجعل قبري وثنًا؛ لعن الله قومًا اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد»، فجملة «لعن الله قومًا..» بيانٌ لمعنى جعل القبر وثنًا، والمعنى: اللهم لا تجعل قبري وثنًا يُسجَدُ له ويُعبَد كما سجد قوم لقبور أنبيائهم.

قال الإمام البيضاوي: [لما كانت اليهود والنصارى يسجدون لقبور أنبيائهم؛ تعظيمًا لشأنهم، ويجعلونها قبلة، ويتوجهون في الصلاة نحوها، واتخذوها أوثانًا، لعنهم الله ومنع المسلمين عن مثل ذلك ونهاهم عنه، أما من اتخذ مسجدًا بجوار صالحٍ أو صلّى في مقبرته وقصد به الاستظهار بروحه ووصول أثر من آثار عبادته إليه -لا التعظيم له والتوجه- فلا حرج عليه؛ ألا ترى أن مدفن إسماعيل في المسجد الحرام ثم الحطيم، ثم إن ذلك المسجد أفضل مكان يتحرى المصلي بصلاته، والنهي عن الصلاة في المقابر مختص بالمنبوشة؛ لِما فيها من النجاسة] اهـ.

وعليه: فإن إزالة أي ضريح من مكانه أو من المسجد المدفون فيه وخاصة قبور الأولياء والصالحين والشهداء والعلماء ومحو معالمه بتسويته وهدم ما فوقه -تحت أي دعوى- هو أمر محرم شرعًا، بل هي كبيرة من كبائر الذنوب؛ لما في ذلك من التعدي السافر على حرمة الأموات، وسوء الأدب مع أولياء الله الصالحين، وهم الذين توعّد الله مَن آذاهم بأنه قد آذنهم بالحرب، وقد أُمِرنا بتوقيرهم وإجلالهم أحياءً وأمواتًا.

وبناءً على ذلك: فإننا نهيب بعموم المسلمين في مشارق الأرض ومغاربها وبالأئمة الفضلاء والعلماء الأجلاء وبالوزارات المسئولة عن الأوقاف والشئون الدينية في الدول الإسلامية إلى التنبه والتفطن إلى هذه الممارسات الشيطانية والتصدي بكل قوة لهذه الدعوات الهدامة التي ما تفتأ ترفع عقيرتها تارةً وتعبث بمعاولها تارةً أخرى زاعمة أن قبور الصالحين التي بنى المسلمون المساجد عليها شرقًا وغربًا سلفًا وخلفًا -بدءًا بنبيها صلى الله عليه وآله وسلم في روضته الشريفة بالمدينة المنورة، ومرورًا بالصحابة وآل البيت الكرام كسيدنا أبي بصير في جدة البحر، والإمام الحسين والسيدة زينب والسيدة نفيسة بأرض مصر، والأئمة المتبوعين كالشافعي والليث بن سعد بمصر، وأبي حنيفة وأحمد

Web Site : http://www.dar-alifta.org
Email : fatawa@dar-alifta.org
العنوان: حديقة الخالدين - الدراسة - القاهرة ص.ب: ١١٦٧٥
التليفون / الفاكس: ٢٥٩٧٠٤٣٠ - ٢٠٢

ببغداد، وأولياء الله الصالحين كالشيخ عبد القادر الجيلاني الحنبلي ببغداد وأبي الحسن الشاذلي بمصر وعبد السلام الأسمر بليبيا، وعلماء الأمة ومحدثيها كالإمام البخاري في بخارى وابن هشام الأنصاري والعيني والقسطلاني وسيدي أحمد الدردير في مصر، وغيرهم ممن يضيق المقام عن حصرهم- هي من شعائر الشرك وأعمال المشركين، وأن المسلمين إذ فعلوا ذلك فقد صاروا مشركين بربهم سبحانه، ويجعلون التوسل بالأنبياء والصالحين وتعظيم أماكنهم وزيارة أضرحتهم -وهو ما أطبقت عليه الأمة وعلماؤها جيلا إثر جيل- ضربًا من ضروب الوثنية والشرك، سالكين سبيل الخوارج في تكفير المسلمين وتفسيقهم وتبديعهم، غير عابئين بتراث الأمة ومجدها وحضارتها، فلا يعود المسلم يحس بمجد تاريخي ولا علمي ولا ثقافي ينتسب إليه، ولا يعود يرى سَلَفَه إلا شُذّاذ آفاقٍ مُضلّلين يعبدون غير الله ويشركون به من غير أن يشعروا، فينهار المسلم أمام نفسه ويصغر في عين ذاته؛ وذلك كله جريًا منهم وراء فهم سقيم لبعض الآيات القرآنية والأحاديث النبوية التي وردت في المشركين الذين يعبدون غير الله، لا في المسلمين الموحدين الذين يحبون الله ورسوله صلّى الله عليه وآله وسلّم وأولياء الله الصالحين ويكرمونهم أحياءً وأمواتًا، وهذه كلها دعاوى الخوارج؛ يعمدون إلى الآيات التي نزلت في المشركين فيجعلونها في المسلمين، كما رواه الإمام البخاري في صحيحه عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما في وصف الخوارج تعليقًا، ووصله الطبري في "تهذيب الآثار" بسند صحيح.

وعلى المسلمين في كل مكان أن يتصدَّوْا لهذه الدعوات الهدامة وأن يقفوا وقفة رجل واحد لصد عدوان هؤلاء المعتدين ودفع بغي الباغين؛ حتى لا تصير أضرحة الأولياء والصالحين وآل بيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومقامات عظماء الأمة وعلمائها وشهدائها أُلعوبةً بيد كل ناعقٍ منافقٍ أو دعيٍّ فاسق يسول له شيطانه الأثيم التعديَ عليها بمثل هذه الشُّبَه الفاسدة والأغلوطات الكاسدة.

وبعد اعتداء بعض هؤلاء النابتة في الديار المصرية على بعض أضرحة أولياء الله الصالحين: صدر بيان من مجمع البحوث الإسلامية يدينُ ذلك أشد الإدانة، ويناشد

Web Site : http://www.dar-alifta.org , .com , .net
Email : fatawa@dar-alifta.org

العنوان : حديقة الخالدين - الدراسة - القاهرة ص . ب : ١١٦٧٥
التليفون : ١٠٧ / الفاكس : ٢٥٩٢٦١٤٣ - ٢٠٢

٦

المسئولين أن يتصدّوا لهم؛ مؤكدًا على أن هذه التصرفات محرمة شرعًا ومجرمة عرفًا وقانونًا.

كما صدر بيان من وزارة الأوقاف المصرية؛ جاء فيه: أنه خرجت علينا فئة من ذوي المفاهيم المغلوطة لتضل الناس بغير علم وتقوم بالتطاول على الأولياء وأضرحتهم بالحرق والهدم، فحادوا الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم وآذوا مشاعر المسلمين عامة والمصريين خاصة. وأنه قد أجمع علماء الدين الإسلامي في كل عصر على حرمة الاعتداء على أضرحة الصالحين بالإساءة أو الهدم لمخالفة ذلك لروح الشريعة الإسلامية، وأن من يفعل ذلك يسعى في الأرض فسادًا ويحاول إشاعة الفوضى في المجتمع وزعزعة أمن الوطن واستقراره. اهـ.

ولذلك فإنه يجب على ولاة أمور المسلمين في البلاد الليبية وغيرها من البلاد الإسلامية وعلى كل من ولاهم الله أمر المساجد وشئونها وكل من منحهم الله تعالى سلطةً أو قدرةً في منع هذا المنكر وصد ذلك الفساد العريض أن يأخذوا على تلك الأيدي الآثمة التي لا تريد أن تعرف لقبور الصالحين حرمة، ولا أن ترقب في أولياء الأمة إلاًّ ولا ذمة؛ فحسبنا الله ونعم الوكيل.

والله سبحانه وتعالى أعلم

Web Site : http://www.dar-alifta.org, .com, .net
Email : fatawa@dar-alifta.org
العنوان: حديقة الخالدين - الدراسة - القاهرة ص.ب: ١١٦٧٥
التليفون: ٢٥٩٢٦١٤٣ / الفاكس: ٢٠٢

٧

مترجم کی دیگر تصنیفات و تحقیقات

وقت ہزار نعمت

وقت' ایک عظیم نعمت اور خداوند قدوس کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے۔ ہر بڑے آدمی کی بڑائی اور مشہور شخصیات کی شہرت کا راز یہی وقت کی قدردانی ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کا اِحساس جگانے اور زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنادینے والی ایک منفرد کتاب۔ صفحات:184

مرنے کے بعد کیا بیتی؟

یہ کتاب دراصل پس اِنتقال خواب میں دیکھے جانے والوں کے کوائف و اَحوال پر مشتمل ایک منفرد المثال مجموعہ ہے۔ پڑھتے پڑھتے کہیں آپ اَشک بار ہو جائیں گے تو کہیں تبسم زیر لب سے شادکام ہوتے نظر آئیں گے، یہ کتاب ہر ایک کی ضرورت ہے۔ صفحات:264

موت کیا ہے؟

اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، یہ کتاب اُن پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔ مرنا چوں کہ ہر ایک کو ہے اِس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے۔ یہ امام سیوطی کی ایک کتاب کا ترجمہ ہے۔ صفحات:88

بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کہانیوں کے ساتھ

چالیس حدیثیں

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بیش بہا تحفہ دراصل اسی لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک قابل رشک زندگی کی تعمیر میں وہ اس سے روشنی حاصل کرسکیں، اور قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ بن سکیں۔ صفحات:96

علامہ ابن جوزی -۵۹۷ھ- کی دِل اَفروز نصیحت

اپنے لخت جگر کے لیے

یہ کتاب 'سمندر در کوزہ' کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی تھیں، انھیں کو اُردو کا جامہ پہنادیا گیا ہے۔ صفحات:48